OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

اسلام میں اخلاقی تعلیمات کی ضرورت اور اہمیت

The Need and Importance of Ethical Teachings in Islam

Prof. Dr. Matloob Ahmad
Islamic Studies Department The University of Faisalabad.
Email: dr.matloobahmad906@gmail.com

Dr. Muhammad Qasim
(Corresponding Author) Assistant Professor in Islamic Studies, Riphah International University Faisalabad Campus, Faisalabad.
E-mail: m.qasim2937@gmail.com

Dr. Wajid Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Superior University Faisalabad Campus.
Email: wajidali.fsd@superior.edu.pk

Abstract

According to the Qur'an, the Holy Prophet (PBUH) is a universal and perpetual Prophet and also a Mercy to the worlds, so the message, program and government, political, social, economic and social system he gave to the world is one of his main goals to eradicate oppression and oppression from all over the world. The end of justice, the respect and honor of humanity, the protection of the basic rights of man, the destruction of all causes of sedition and the establishment of peace and order at the global level through the suppression of crimes and the life and property of every human being and honor and reputation. There was also a need to provide safety and security equipment. By the way, the entire life of the Holy Prophet ﷺ and His behavior before and after the declaration of Prophet Hood and numerous actions are proof of his Peace-loving nature, which we believe in the extent of far-sightedness, insight, inner insight, extreme wisdom, understanding of the matter and Attributes such as patience and tolerance can be attributed to Hamidah or the light of Prophet Hood. However, from the days of infancy and from childhood, it is evident from his character and certain habits that peace-loving and peace-making were part of his nature and instincts. The Prophet ﷺ was not a verbal claimant of peace and security like some of today's big powers and politicians, but He ﷺ showed it by becoming a high example of peace and security. Along with the teachings and instructions of peace and security and the destruction of all the causes and motivations of mischief, the Prophet ﷺ covered all the steps he took for peace, security and reconciliation throughout his life before and after the declaration of Prophet Hood. There is no room here. The patience of the Holy Prophet (PBUH) on the continuous harassment and mockery of the Quraysh of Makkah and his exhortation to the people of Islam to be patient with their persecution is also an argument for pacifism.

Keywords: Prophet Muhammad (PBUH), Ethical Teachings, Practical Guideline for Everyday life, Establishment of world peace, pacifism in nature, measures for peace and security, patience on

harassment, Need and Importance of Ethical Teachings.

تعارف:

اسلام اخلاقی تعلیمات اور خیر و بھلائی کی تمام اچھی روایات کا امین ہے۔ صداقت، امانت، دیانت اور شرافت کو زندگی کا لازمی حصہ قرار دیتا ہے۔ جھوٹ، فریب، خیانت، بدعہدی اور منافقت کو صرف نفرت کی نظر سے ہی نہیں دیکھتا بلکہ ان کے ارتکاب پر دنیا میں تعزیر اور آخرت میں سخت سزا کی وعید سناتا ہے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے ہر طرح سے اہتمام کا تاکیدی حکم دیتا ہے۔ اسلام کے پاکیزہ نظام اخلاق کی تعلیمات میں انفرادی یا اجتماعی اسراف اور تبذیر کی سخت ممانعت ہے اس کے تاکیدی ممانعت کا مقصد افراد یا قوموں کو مستقبل کی معاشی بد حالی سے محفوظ رکھنا ہے۔ اسلام کے اخلاقی نظام کے بعض پہلوؤں کا اوامر سے تعلق ہے اور بعض کا نواحی سے ہے۔ اسلام کسی اچھے کام کے بجا لانے کا حکم دیتا ہے تو برے کام سے روکتا بھی ہے۔ مثلاً اخلاق اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے تو بداخلاقی و بدسلوکی سے ممانعت بھی کرتا ہے راہ خدا میں خرچ کرنے، قریبی رشتے داروں پر خصوصی توجہ دینے کا حکم دیتا ہے تو اپنے ذاتی اخراجات میں اسراف اور اور تبذیر سے ممانعت کرتا ہے، نکاح کی ترغیب دیتا ہے تو زنا کے قریب جانے سے روکتا ہے۔ مخصوص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ کفار سے جہاد و قتال کا حکم دیتا ہے تو باہمی قتل و غارت کو حرام قرار دیتا ہے۔ سب سے بڑی بد اخلاقی یہ ہے کہ انسان اپنے خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ مخلوق کو شریک و معبود قرار دے تو اسلام اس اخلاقی بگاڑ کو کفر و شرک قرار دیتا ہے۔ یہ اسلامی اخلاقیاتی نظام کے بنیادی خدوخال ہیں۔ ورنہ اس کی تفصیلات و جزیات میں اتنا مواد ہے کہ علمی لائبریریاں تنگ پڑ جائیں۔

تاہم بعض ایسے اخلاقیاتی پہلوؤں جن کا ذکر خود خالق کائنات نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں فرمایا ہے اور بعض اخلاقی تعلیمات کی راہنمائی ہمیں احادیث مبارکہ سے ملتی ہے۔

اخلاق کا معنی و مفہوم:

اخلاق، خلق کی جمع ہے۔ پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں، اچھا برتاؤ، کشادہ پیشانی، علم و ہنر، سوجھ بوجھ، دانائی، عقل و فہم، عمدہ عادتیں، اخلاق سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی ذات کا محاسبہ کیا جائے۔

"اچھی مدارت کے ساتھ لوگوں کو ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنا، اچھا خلق کہلاتا ہے۔"[1]

مخلوق کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنے کو اخلاق کہتے ہیں۔ اور یہ اعلیٰ خلق مُں داخل ہونے اور ہر ذلیل خلق سے نکلنے کا نام ہے۔

اخلاقی تعلیمات کی اقسام:

اخلاق کی دو اقسام ہیں۔

1) اخلاق حسنہ　　　　2) اخلاق سیئہ

اخلاق حسنہ کی پھر دو اقسام ہیں۔

1)اپنے نفس کے ساتھ اخلاق 2)دوسروں کے ساتھ اخلاق

دوسروں کے ساتھ اخلاق کی پھر دو اقسام ہیں۔

1)خالق کے ساتھ اخلاق 2)مخلوق کے ساتھ اخلاق

مخلوق کے ساتھ اخلاق کی کثیر اقسام ہیں۔

i. والدین کے ساتھ اخلاق
ii. پڑوسیوں کے ساتھ اخلاق
iii. اہل خانہ کے ساتھ اخلاق
iv. دوستوں کے ساتھ اخلاق
v. دشمنوں کے ساتھ اخلاق
vi. عزیز و قارب کے ساتھ اخلاق
vii. خادموں، نوکروں اور غلاموں کے ساتھ اخلا
viii. اجنبی کے ساتھ اخلاق
ix. یتیموں کے ساتھ اخلاق
x. فقریوں، مسکینوں اور سائلوں کے ساتھ اخلاق
xi. اساتذہ کے ساتھ اخلاق
xii. مہمانوں کے ساتھ اخلاق
xiii. راہگیروں اور مسافروں کے ساتھ اخلاق
xiv. مریضوں کے ساتھ اخلاق

مخلوق کے ساتھ اخلاق کو حقوق العباد (خدمت خلق) بھی کہتے ہیں۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی ایک صورت خدمت خلق ہے۔ خدمت خلق کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنااور ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا کیونکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے

"الخلق عیال اللہ، فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ"[2]

سب مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سے زیادہ محبت اس شخص سے ہے جو اس کے عیال (کنبہ) کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

ہماری اس دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جو کوئی کسی کے اہل و عیال کے ساتھ احسان کرے۔ اس کے لیے دل میں خاص جگہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو کوئی اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت کرنے لگ پڑتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ اخلاق کے اعلیٰ رتبے پر فائز:

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اہم صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ"[3]

"اور آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر فائز ہیں۔"

حضور اکرم ﷺ کی پوری زندگی اخلاق حسنہ، حسن معاشرت، عمدہ طرز زندگی اور زندگی کے ہر شعبہ میں اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا عمدہ

نمونہ اور عملی پیکر ہیں۔ آپ ﷺ اپنوں سے پیار و محبت اور شفقت و ہمدردی سے ملتے۔ تو غیر بھی آپ ﷺ کے رحم و کرم، عفو ودر گزر اور خوش خلقی سے محروم نہ رہے۔ آپ ﷺ کا جانی دشمنوں سے برتاؤ اور حسن سلوک جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے اور اس کا عملی نمونہ فتح مکہ کے موقع پر ملتا ہے۔

1. معاف کر دینا:

انسان غلطی کا پتلا ہے اور اس سے غلطی سر زد ہو جاتی ہے۔ اس کی غلطی پر ایکشن لینے کی بجائے اسے معاف کر دینا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ :

"جاء رجل الی النبی ﷺ فقال: یا رسول اللہ، کم اعفو عن الخادم؟ فصمت عنہ ﷺ ثم قال: یا رسول اللہ، کم اعفو عن الخادم؟ فقال: کل یوم سبعین مرۃ"[4]

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے خادم کا قصور کتنی بار معاف کروں؟ آپ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر روز ستر دفعہ۔

معاف کر دینے کے حوالہ سے اللہ تبارک تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ :

فَاعفُوا وَ اصفَحُوا حَتّٰی یَاتِیَ اللّٰہُ بِاَمرِہ[5]

"پس معاف کر دو اور در گزر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے۔"

اسلام نے ہمیشہ امن و سلامتی کا درس دیا ہے اور ایسے تمام معاملات کی نفی کی ہے۔ جس معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہو۔ معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر معاف کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے بدلہ لینے کے جذبہ کی نفی فرمائی ہے اور عفو ودر گزر کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

2. شرم وحیاء:

اخلاقیا واقدار میں سے ہر مذہب کی کوئی نہ کوئی مخصوص قدر ہوتی ہے۔ جس میں اس کو باقی مذاہب پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ شرم و حیاء اسلامی اخلاقیات کی اہم امتیازی قدر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اسلام کا خلق قرار دیا۔

"ان لکل دین خلقا و خلق الاسلام الحیاء"[6]

"بے شک ہر دین کا ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔"

شرم وحیاء میں نگاہ کا مرکزی کردار ہے۔

قُلْ لِّلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِهِم وَیَحفَظُوا فُرُوجَهُم[7]

"اے محبوب ﷺ مومن مردوں سے فرما دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔"

نگاہ پہلے دیکھنے کا عمل کرتی ہے پھر دل میں جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ گویا ان معاملات کا داخلی دروازہ ہے۔ اگر داخلی دروازے کو بند کر دیا جائے تو ہر برے خیال، جذبات اور افعال کو روکا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ :

یـاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اجتَنِبُوا کَثِیرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعضَ الظَّنِّ اِثمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوا وَ لَا یَغتَبْ بَّعضُکُم بَعضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُم اَن یَّاکُلَ لَحمَ اَخِیہِ مَیتًا فَکَرِھتُمُوہُ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیمٌ[8]

"اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو۔ بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

جب نظر کسی اجنبی کی طرف نہیں اٹھے گی تو دل اس کی طرف میلان نہیں کرے گا اور نہ ہی برے گمان آئیں گے اور قلبی میلان کے بغیر تو برائی کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہے۔

3. حسن کلام:

قوت گویائی رب کریم کے احسانات میں سے ایک عظیم احسان ہے۔ اس کے ذریعے انسان اپنے ماضی الضمیر کو بیان کرتا ہے۔ اپنی ضروریات کو آسانی سے بیان کرتا ہے اور اپنے غم، غصے، مسرت، ناراضگی، محبت، نفرت اور تعجب کے جذبات کا اظہار کر کے دوسروں تک منتقل کرتا ہے۔ اسلام اپنے نظام اخلاقیات میں حسن کلام کی حسین اقدار کا حامل ہے۔

"و قولو للناس حسنا"[9]

"اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔"

اگر مومن کے پاس کہنے کو اچھی بات نہ ہو تو اسے حکم ہے کہ خاموش رہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من کان یومن باللہ و الیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت"[10]

"جو اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا سکوت (خاموشی) اختیار کرے۔

ماضی میں خاندان کے افراد اپنی زبان کو جملہ نفاستوں سے مزین اور غلاظتوں سے پاک رکھتے تھے۔

4. حسن سلوک:

کسی کے ساتھ حسن سلوک اخلاقیات کا اہم جزو ہے۔ اس پہلو سے اسلامی اقدار انتہائی حسین امور کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ اسلام حسن سلوک کی طرف داعی ہے۔ اللہ تعالی نے جہاں اپنی عبادت کا حکم ارشاد فرمایا وہی اپنی مخلوق کے بہت سارے گروہوں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم ارشاد فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ[11]

"اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہگیر اور اپنی باندی غلام سے۔"

اس ایت میں اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کے بعد درج ذیل لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ والدین، رشتہ دار، یتیم اور مسکین، پڑوسی، ہم مجلس، مسافر اور غلام۔ ان اخلاق میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بندگی کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

5. نرمی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور اکرم ﷺ کی نرمی کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ [12]

"تو کیسی اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب ﷺ تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے نبی کریم ﷺ کے اخلاق میں پیدا کی۔ اور یہ ان میں نرم دلی آسانی اور رحیمانہ صفات ہیں۔ جن کی بناء پر دل ان کی جانب لپکتے ہیں اور لوگ ان سے الفت برتتے ہیں۔ اگر حضور اکرم ﷺ کا حوصلہ اتنا وسیع، رحمت اتنی عام اور عفو و حلم اتنا بے پایاں نہ ہوتا تو حق کے متلاشیوں کا اتنا جمگھٹا کیسے ہوتا۔ لوگوں سے قصور ہو جاتا تو بعض شرم کے مارے اور بعض سزا کے خوف سے دور بھاگ جاتے تھے۔

6. عیوب چھپانا:

ایک مسلمان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی دوسرے کا راز فاش نہ کرے۔ کسی کی پوشیدہ بات جاننے کی کوشش بھی نہ کرے اور دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرے۔ جو باتیں راز داری کی ہیں ہمیں کسی سے بیان نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان پر پردہ پانا چاہیے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

"ومن ستر علی مسلم فی الدنیا ستر اللہ علیہ فی الدنیا و الاخرہ" [13]

"جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ بھی پردہ پوشی کرنے والا ہے تو ہم کیوں نہ اس صفت سے متصف ہوں۔ جس میں اپنی بھلائی کے ساتھ دوسروں کی بھلائی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تو انسانوں کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی ترغیب دی ہے اور جو لوگ یونہی دوسرے مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں۔

سر عام ان کی عزت اچھالتے ہیں۔ بغیر کسی ثبوت کے طرح طرح کے الزامات عائد کرتے ہیں۔ ایسا کرنا بہتان کے زمرے میں ہے۔ جس کی سزا قرآن مجید میں مذکور ہے۔

7. شخصیت:

ایک انسان کی شخصیت اچھی ہونی چاہیے۔ کیونکہ شخصیت فرد کے ذہنی، جسمانی، شخصی برتاؤ، رویوں، اوصاف اور کردار کے مجموعہ کا نام ہے۔ شخصیت انسان کے ظاہری و باطنی صفات، نظریات، اخلاقی اقدار افعال، احساسات اور جذبات سے منسوب ہے۔

"فجعل ينظر الى علم الخميصه ويشير بيده اليى، ويقول: يا ام خالد هذا "سنا" والسنا" بلسان الجشيه الحسن"[14]

"آپ ﷺ اس چادر کے نقش و نگار دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا: ام خالد! "سنا والسنا" یہ حبشی زبان کا لفظ یعنی واہ کیا زیب دیتی ہے۔"

اور قرآن مجید میں زینت کے بارے میں کچھ اس طرح بیان ہوا ہے کہ:

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"[15]

"اے آدم کی اولاد تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنی زینت بناؤ۔"

آج ہم دیکھتے ہیں کہ جس جگہ جانا ہو تو بہت خوبصورت لباس، جوتے اور خوشبو لگا کر حاضر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مسجد میں جاتے وقت کوئی اہتمام نہیں کرتے۔ جیسے ہوتے ہیں ویسے چلے جاتے ہیں۔ لہذا ہم ہر جگہ شخصیت کا خیال رکھنا چاہیے اور خاص کر مساجد میں حاضری کے وقت خوبصورت اور مزین ہو کر جانا چاہیے۔

8. برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا:

اگر ہمارے ساتھ کسی کا رویہ ٹھیک نہیں ہے اور وہ برے اخلاق سے ہمارے ساتھ پیش آتا ہے تو ہمیں اس کو مثبت رد عمل دینا چاہیے اور برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:

"وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۔ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ"[16]

"اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی۔ اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔"

اس آیت میں اعلیٰ اخلاقی قدر اور معاشرتی زندگی کے سکون و اطمینان کا راز بتایا گیا ہے کہ تم برائی کو بھلائی کے ساتھ دور کرو۔ اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دشمن دوستوں کی طرح تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔

9. عدل وانصاف:

کسی بھی معاشرے، سلطنت اور حکمران کے اقتدار کے لیے جو چیز لازم اور ضروری ہے۔ وہ عدل وانصاف ہے۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭاِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" [17]

"اے ایمان والواللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤانصاف کے ساتھ گواہی دیتے اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو۔ انصاف کروہ وہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

عدل وانصاف اگر کسی معاشرے، مملکت یا سلطنت سے اٹھ جائے یا کسی حکمران کے اقتدار سے عدل وانصاف ختم ہو جائے پھر اس معاشرہ اور سلطنت کو زوال آجاتا ہے۔

10. وقت کی پابندی:

ہر کام کو مقررہ وقت پر کرنا۔ وقت کی پابندی کہلاتا ہے۔ کائنات کی ہر شے وقت کی پابند ہے۔ سورج، چاند اور ستارے وقت پر طلو اور غروب ہوتے ہیں۔

"وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۭ" [18]

"اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا"

پھر اللہ تعالیٰ نماز کی پابندی کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" [19]

"بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔"

انسان کی معاشرتی اور انفرادی زندگی میں وقت کی پابندی کی بڑی اہمیت ہے۔ ہماری دنیا میں میں وہی افراد اور قومیں کامیاب، کامران نظر آتی ہیں۔ جو وقت کی قدر کرتے ہوئے اپنا ہر کام وقت کے ساتھ انجام دیتی ہیں۔ اسلام کے تمام ارکان اسلام ہمیں وقت کی پابندی سکھاتے ہیں۔

11. کفایت شعاری:

کفایت شعاری کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد یوں ہوا ہے کہ:

"اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا" [20]

"بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔"

کفایت شعاری سے مراد اپنے مال و دولت کو ضرورت کے مطابق خرچ کرنا، اعتدال، توازن اور میانہ روی کا راستہ اختیار کرنا، اور غیر ضروری اخراجات سے پرہیز کرنا ہے۔

12. ایفائے عہد:

یہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ ایفاء معنی پورا کرنا اور عہد کے معنی وعدہ کے ہیں۔ وعدہ پورا کرنے کو ایفائے عہد کہتے ہیں۔

"وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا" [21]

"اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے متعلق سوال ہونا ہے۔"

دنیا کا کوئی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا، جب تک اس کے نزدیک وعدے کی تکمیل اور ایفائے عہد کو بنیادی مقام حاصل نہ ہو۔ "ایفائے عہد" گویا معاشرے کے استحکام اور اس کے قیام کی یقینی جانتا ہے۔

13. اخوت:

اخوت سے مراد بھائی چارہ ہے۔ اسلامی اخوت سے مراد مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" [22]

"مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔"

اسلام ایک عالمی دین ہے۔ اور اس کے ماننے والے عرب ہوں یا عجم، گورے ہوں یا کالے کسی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف زبانیں بولنے والے ہوں۔ سب بھائی بھائی ہیں اور اس اخوت کی بنیاد پر ہی ہمارا ایمانی رشتہ قائم ہے۔

14. دیانت داری:

ہر کام ایمان داری اور نیک نیتی سے کیا جائے۔ امانت کی حفاظت کرنا، دیا گیا کام پوری ذمہ داری سے کرنا، کسی کے راز کی حفاظت کرنا، سب دیانت داری میں شامل ہیں۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ" [23]

"اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔"

دوسری جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" [24]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔"

دیانت داری اسلامی طرز معاشرت میں ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ وہ امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔ اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اگر میں نے کس کا حق دبا لیا اور اگر اس کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کی تو میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ یقیناً

اس کا حساب لے گا۔ اس دن جب جبکہ ہر شخص ایک ایک نیکی کا محتاج ہو گا۔ لہذا ہمیں کسی کی امانت میں خیانت نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس شخص کی امانت واپس کر دینی چاہیے۔

خلاصہ:

اسلام کے نظام اخلاق کا مرکزی نقطہ حسن اعتقاد (عقیدہ کا کفر و شرک سے مکمل پاک ہونا) ہے۔ اس کے بعد اخلاقیاتی لحاظ سے فکر و عمل کی پاکیزگی کا اہتمام ہے۔ اس کے بغیر انسان میں انسانیت اور حسن و خوبی نہیں آتی۔ یہی وہ عظیم اور قابل قدر جوہر ہے۔ جس کے ذریعے معاشرے میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اور اس طاقت سے آپسی اختلافات اور تضادات دور کیے جاسکتے ہیں۔ اسلامی اخلاقی تعلیمات انسانی زندگی کا قیمتی اور عظیم اثاثہ ہیں۔ اسلامی اخلاقی تعلیمات کو اپنانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ دل صاف رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے عزت اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ معاشرے میں امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

حوالہ جات

1) قشیری، ابوالقاسم، عبدالکریم بن ہوازن "رسالہ قشیریہ" مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور، 2009، ص 371
2) البہقی، ابو بکر، احمد بن الحسین، بن علی، بن موسیٰ "السنن الکبری" (سنن البیہقی الکبری)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، شعب الایمان رقم الحدیث: 7048، /کتاب الاخلاق رقم الحدیث: 268
3) القلم 04:68
4) ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن، امام "جامع ترمذی" اسلامی کتب خانہ، لاہور، س۔ن، کتاب الاخلاق، رقم الحدیث: 267
5) البقرہ 109:02
6) مالک بن انس، امام "موطاامام مالک" فرید بک سٹال، لاہور، 1983، باب ماجاء فی الحیاء، رقم الحدیث: 1636
7) النور 30:24
8) الحجرات 12:49
9) البقرہ 83:2
10) بخاری، محمد بن اسماعیل "الجامع الصحیح البخاری" مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2015، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم الحدیث: 6475
11) النساء 36:4
12) ال عمران 159:3
13) جامع ترمذی، کتاب البر، رقم الحدیث: 1930
14) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب مایدعی لمن لبس ثوباجدیدا، رقم الحدیث: 5845
15) الاعراف 31:07
16) حم السجدہ 34-35:41

17) المائدہ 08:05

18) یسین 38:36

19) النساء 103:04

20) نبی اسرائیل 27:17

21) بنی اسرائیل 34:17

22) الحجرات 10:49

23) المومنون 08:23

24) النساء 58:04

References

1) Qushairi, Abu al-Qasim, Abdul Karim bin Hawazin, "Risalah al-Qushairiyyah", Maktaba Ala Hazrat, Darbar Market, Lahore, 2009, p. 371
2) Al-Bahaqi, Abu Bakr, Ahmad bin al-Hussein, bin Ali, bin Musa, "Sunan al-Kubra" (Sunan al-Bayhaqi al-Kubra), Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut, Shaab al-Iman, Hadith number: 7048, / Kitab al-Akhlaq, Hadith number: 268
3) Al-Qalam 04:68
4) Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin, Imam "Jami' al-Tirmidhi" Islamic Library, Lahore, S.N, Kitab al-Akhlaq, Hadith number: 267
5) Al-Baqarah 109:02
6) Malik bin Anas, Imam "Muwatta Imam Malik" Farid Bookstore, Lahore, 1983, Chapter Maja fi al-Hiya, Hadith number: 1636
7) Al-Nur 30:24
8) Al-Hujurat 12:49
9) Al-Baqarah 83:2
10) Bukhari, Muhammad bin Ismail "Al-Jami' Al-Sahih Al-Bukhari" Maktaba Islamia, Lahore, 2015, Kitab Al-Riqaq, Chapter Hifz Al-Lissaan, Hadith No.: 6475
11) Al-Nisa 36:4
12) Al-Imran 159:3
13) Jami' Al-Tirmidhi, Kitab Al-Birr, Hadith No.: 1930
14) Sahih Bukhari, Kitab Al-Lisaab, Chapter Ma'yed Ai Lman Labs Tho Bajdidda, Hadith No.: 5845
15) Al-A'raf 31:07
16) Ham As-Sajdah 34-35:41
17) Al-Ma'idah 08:05
18) Yasin 38:36
19) Al-Nisa 103:04
20) Bani Israel 27:17
21) Bani Israel 34:17
22) Al-Hujurat 10:49
23) Al-Mu'minun 08:23
24) Al-Nisa 58:04